بلیک روس

NOVEL HUT

All rights are reserved by the author , you can't copy or steal

any of the scenes written in this novel .

If you do so, serious action will be taken .

JazakAllah

NOVEL HUT

قسط نمبر 1

باب نمبر 1:-

"قاتل اور نوحہ گر"

رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو
ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہمزباں کوئی نہ ہو

NOVEL HUT

بے در و دیوار سا اک گھر بنایا چاہیے
کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو

پڑیے گر بیمار تو کوئی نہ ہو تیماردار

اور اگر مر جائیے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو

ماخذ: دیوانِ غالب جدید

دسمبر 2024 12

(رات 4:45 منٹ)

NOVEL HUT

یہ منظر ہے سردیوں کی ایک سرد و تاریک رات کا۔آسمان پر ماہ کامل ستاروں کے جھرمٹ میں اپنی روشنی بکھیرنے میں کوشاں تھا مگر دھند اور رات کی سیاہی اس کی چمک کو زمین پر آنے سے روکنے میں مصروف تھی۔

ایسے میں زمین پر تقریباً تمام گھروں پر بھی تاریکی کا راج تھا۔ چند ایک گھریا سڑکوں کی کچھ روشنیاں اس اندھیرے کا مقابلہ کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ انہی کچھ مقابلہ آوروں میں کسی سرکاری عمارت کی روشنیاں بھی شامل تھیں۔

اس سرکاری عمارت کی تیسری کھڑکی سے روشنی میں کسی کا عکس نمایاں ہو رہا تھا۔

اگر قریب جا کر دیکھو تو کھڑکی کا ایک پٹ ہلکا سا کھلا ہوا تھا۔ اگر اس ہلکے کھلے پٹ سے آنکھ لگا کر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ کوئی شخص کھڑکی کی طرف پیٹھ کیے میز پر دونوں کہنیاں ٹکائے کرسی پر بیٹھا فائلوں کی ورق گردانی میں مصروف ہے۔

اپنے ہاتھ میں موجود قلم کو اپنی انگلیوں میں گھماتے ہوئے کچھ سوچنے میں مصروف۔

NOVEL HUT

اگر سامنے سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی 28 سے 29 برس کا اچھی شکل و صورت کا حامل شخص تھا ماتھے پر بکھرے گھنے سیاہ رنگ بال اور تیزی سے فائل پر نگاہ دوڑاتی پرکشش شہد رنگ مگر سرد و سنجیدہ آنکھیں جو اس کی شخصیت کو کافی رعب دار بناتی تھیں۔

اس مرد کے تاثرات اس سرد اور ٹھنڈی رات سے بھی زیادہ سرد معلوم ہوتے تھے جیسے کہ سالوں سے اس چہرے پر شاید ہی کبھی کسی نے مسکراہٹ دیکھی ہو۔

اتنے میں اس آفس روم کے دروازے پر دستک ہوئی۔

سنجیدہ تاثرات والا مرد اپنی شہد رنگ سرد آنکھیں اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا۔

چہرے کے سرد تاثرات کو دیکھ کر یہ بتانا مشکل ہو گیا کہ یہ آنکھیں زیادہ سرد ہیں یا اس کے چہرے کے تاثرات۔

اس کی طرف سے اجازت ملنے پر وردی میں ملبوس 40، 42 برس کا ایک شخص اندر داخل ہوا اور کچھ بات کر کے واپس چلا گیا اور سنجیدہ تاثرات والا مرد ایک بار پھر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

مشکل سے پانچ سے دس منٹ گزرے تھے کہ اس سنجیدہ تاثرات والے مرد کو اپنی گردن کی پشت پر کچھ چبھن کا احساس ہوا اور اس چبھن کے احساس سے اس نے اپنی گردن کی پشت پر ہاتھ لگا کر معائنہ کرنے کی کوشش کی مگر بے سود۔

وہ اس چبھن کو کسی مچھر یا کیڑے کا کانٹا سمجھ کر ایک بار پھر فائلوں کا معائنہ کرنے لگا مگر یہ کیا۔۔۔۔ اس بار اس کی بصارت دھندلا سی گئی تھی۔

اس نے نظر اٹھا کر آس پاس دیکھا اس کا سر چکرانے لگا پورا کمرہ نظروں کے سامنے گھومنے لگا.

سر میں شدید درد کی ٹیسیں اٹھنے لگیں اور اتنی بڑھ گئیں کہ اس نے ہاتھ میں موجود قلم کو چھوڑ کر دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔

کچھ دیر ایسے ہی سر تھامے بیٹھے رہنے کے بعد جب درد میں کچھ کمی آئی تو اس نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا۔

اب ان سرد اور سنجیدہ آنکھوں میں سفاکیت بھی شامل تھی۔یہ سفاک و سرد آنکھیں سامنے دیوار کو بغور دیکھ رہی تھیں مگر دراصل وہ اپنے دماغ میں بجتے عجیب سے موسیقی کے لیرکس پر غور کر رہی تھیں۔

عجیب سا، سرد سا موسیقی جو آہستہ آہستہ اس کے دماغ کو ماؤف کر رہا تھا اور پھر یکدم ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور ان سرد و سفاک آنکھوں کو سیدھ میں جما کر رکھتے ہوئے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

عجیب سے تاثرات چہرے پر سجائے وہ راہداری سے ہوتا ہوا عمارت کے برآمدے تک پہنچا۔

راستے میں ایک شخص نے اس کی طرف بڑھ کر اس سے کچھ کہنے کی کوشش کی مگر وہ بنا جواب دیئے یونہی بڑھتا چلا گیا۔

سرکاری عمارت کے برآمدے سے صحن میں پھیلی تین سیڑھیوں کے پہلے سٹیپ پر اسے ایک چاقو پڑا نظر آیا اس نے لاشعوری طور پر اس چاقو کو اٹھا کر اپنی وردی کی جیب میں رکھ لیا۔

NOVEL HUT

اس چاقو کے ہینڈل پر کچھ چمکا تھا۔ غور سے دیکھنے پر معلوم ہوتا تھا کہ یہ ایک چہرا تھا ایک ڈھانچے کا ہڈیوں بھرا چہرا جو کہ اس چاقو کے ہینڈل پر چاندی سے رنگ کا بنا ہوا تھا۔

اس نے سیڑھیوں کے سٹیپ سے نیچے اترتے ہوئے صحن میں قدم رکھا۔

سرد اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اس سے ٹکرائے۔

بال اڑ اڑ کر اس کے ماتھے پر بکھرنے لگے۔

تب ہی فضا میں کچھ آوازیں گونجنے لگیں ایک کے بعد دوسری آواز پھر تیسری آواز اور پھر تمام عالم ایک ہی آواز سے گونج اٹھا۔

اللہ اکبر، اللہ اکبر

یکدم ہی ٹھنڈی ہوا کے گھیرے میں چلتے ہوئے اسکے قدم ڈگمگا سے گئے۔

وہ موسیقی جو اس کے دماغ کو ماؤف کر رہا تھا ایک دم سے جیسے تھم سا گیا۔

مگر اس نے خود کو سنبھال کر ایک بار پھر قدم آگے بڑھائے۔

اور صحن کو پار کر کے مین گیٹ سے باہر نکل گیا وہاں سامنے ہی ایک بلیک رولزرویس کھڑی ہوئی تھی۔تبھی ایک اور بار آسمانوں میں آواز گونجی۔

اشھد اللہ الہ اللہ

وہ چلتا ہوا رولزرویس تک پہنچا اور اسے کھولنے کی نیت سے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا۔ایک بار پھر اذان کی آواز گونجی۔

اشھد اللہ الٰہ اللہ

اور اس بار اس کا ہاتھ بھی کانپ سا گیا۔

اس کے دماغ میں گونجتے موسیقی کے الفاظ آپس میں گڈمڈ ہونے لگے ۔

اس نے اپنا ہاتھ ہینڈل سے اٹھا کر ایک بار پھر اپنا سر تھام لیا ۔۔۔۔۔پورا دماغ اور منظر چکرانے لگا ۔۔۔۔ سب دھندلانے لگا۔۔۔۔۔۔آہستہ آہستہ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا

دماغ کے کسی کونے میں اب بھی اذان کی آواز گونجتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی ۔

اشھد ان محمد رسول اللہ ،

اشھد ان محمد رسول اللہ ،

اور پھر دماغ کے اس کونے سے بھی ہر آواز ختم ہو گئی ۔

ہاں اس عجیب سے سرد سے میوزک کی آواز بھی۔

جانتے ہیں اس عجیب و سرد سے میوزک کے لیرکس کیا تھے۔ وہ یہ تھے۔

Italian:

NOVELHUT

Bella ciao, Bella ciao

Bella ciao, Bella ciao

In questo mondo di lacrime

Lo t'ho cercata

English:

Good bye, beautiful, good bye

Good bye, beautiful, good bye

In this world of tears

I have looked for you

NOVEL HUT

****

....22 فروری 2024....

....(رات 12:15 منٹ)....

جہاں رات کو آدھی سے زیادہ دنیا نیند کے مزے لینے میں مصروف تھی وہیں نائٹ لائٹ کلب کی روشنیاں اور کلب میں چلتا میوزک پورے عروج پر تھا۔یہاں ملک کے بڑے بڑے سیاستدان، مشہور کاروباری شخصیات کسی بڑی میٹنگ یا منصوبے کی کامیابی کی سیلیبریشن میں مصروف تھے۔

جہاں اللہ تعالی نے انسان کو خوشی کے موقع پر اس کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے وہیں اس اسلامی ریاست کے بڑے حکمران اور طاقتور لوگ اللہ کے احکامات کو توڑ کر اپنی خوشیاں منانے میں مصروف تھے۔

ناچ گانا اور شراب نوشی اپنے عروج پر تھی۔ میوزک اتنا تیز تھا کہ اللہ کی پناہ، کانوں کے پردے پھٹتے ہوئے معلوم ہو رہے تھے۔ مگر وہاں موجود لوگوں پر اس تیز میوزک کا زرا برابر اثر نہیں ہو رہا تھا۔شاید وہ لوگ اس کان پھاڑ دینے والے میوزک کے عادی تھے۔

NOVEL HUT

تب ہی اس کلب کے باہر ایک بلیک رولزرویس آکر رکی۔ اور فرینٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر ایک شخص نے گاڑی سے باہر قدم رکھا۔چہرے پر کالے رنگ کا ماسک لگائے، سفید رنگ کا لونگ کوٹ زیب تن کیے وہ شخص کلب کی طرف قدم

بڑھانے لگا۔ماتھے پر بالوں کو بکھیرے وہ شخص کافی پراسرار سا معلوم ہو رہا تھا ۔اور ایک چیز جو اس کی پراسراریت میں اضافہ کر رہی تھی وہ تھا اس کے لونگ کوٹ کی پاکٹ میں موجود وہ سیاہ گلاب۔

(بلیک روس)

جو اس سیاہ رات سے زیادہ سیاہ تھا۔

اس شخص کے کلب میں قدم رکھتے ہی ہر طرف اندھیرا چھا گیا اور میوزک بھی یکدم ہی بند ہو گیا ۔

" لائٹس کیوں آف ہوئ ہیں"

"یہ میوزک کس نے بند کیا "

ہر طرف چہ مگوئیاں سی پھیلنے لگیں۔

اور تبھی اس ہر طرف پھیلے اندھیرے اور خاموشی میں ایک میوزک بجنا شروع ہوا ایک سرد سا میوزک۔

Bella ciao, Bella ciao

Bella ciao, Bella ciao

In questo mondo di lacrime

Lo t'ho cercata

Bella ciao, Bella ciao

Bella ciao, Bella ciao

اس میوزک کی آواز نے وہاں موجود سب لوگوں کی ریڈھ کی ہڈی میں ایک سنسناہٹ سی دوڑا دی ۔ ایک عجیب سا خوف ہر جگہ پھیل گیا ۔ اور پھر ایک سپاٹ لائٹ آن ہوئی جس کی روشنی کلب میں موجود لوگوں میں سے ایک شخص پر آکر گری۔ براؤن تھری پیس میں ملبوس ہاتھ میں ڈرنک کا گلاس پکڑے وہ شخص سپاٹ لائٹ کے پڑتے ہی گھبرا سا گیا۔ کلب میں موجود ہر شخص کی نظر اسی شخص پر ٹک سی گئی کہ اتنے میں ایک چاقو اڑتا ہوا آیا اور سیدھا اس شخص کی شہ رگ میں کھب گیا۔ اس چاقو کے ہینڈل پر ایک چھرا بنا ہوا تھا ایک ڈھانچے کا چاندی رنگ کا ہڈیوں بھرا چھرا۔

اور پھر پورا کلب لوگوں کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ مگر ایک شخص نے بالکل نارمل انداز میں اپنے قدم واپسی کیلئے بڑھائے تھے وہی

وائٹ کوٹ میں ملبوس بلیک روس پاکٹ میں لگائے وہ شخص کلب کے دروازے سے باہر نکل کر اپنی بلیک رولزرویس کی طرف قدم بڑھاتا چلا گیا۔ کیونکہ اس کا مقصد پورا ہو چکا تھا۔ اپنے ٹارگٹ کئے گئے لوگوں میں سے ایک اور شخص کو اس کے انجام تک پہنچا دینے کا مقصد۔

پیچھے لوگوں کی چیخوں کے ساتھ ساتھ میوزک کی آواز بھی گونجتی رہ گئ

Italian:

Bella ciao, Bella ciao

Bella ciao, Bella ciao

In questo mondo di lacrime

Lo t'ho cercata

English:

NOVEL HUT

Good bye, beautiful, good bye

Good bye, beautiful, good bye

In this world of tears

I have looked for you

****

اگلی صبح نائٹ لائٹ کلب کو پولیس نے کرائم سین قرار دے کر ناکہ بندی لگا دی۔ پولیس نے ڈیڈ باڈی کے ساتھ ساتھ پورے کلب کو اوپر سے نیچے تک اچھی طرح چھان مارا مگر کوئی کام کا ثبوت ہاتھ نہیں لگا۔

"سر اس دفعہ بھی ہمیشہ کی طرح بس یہ ہی ایک ثبوت ملا ہے۔۔۔۔۔۔۔ وہ بھی بیکار، دو سال میں پورے 12 چاقو جمع ہو چکے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہی چاقو جس کے ہینڈل پر ڈھانچے کا چہرہ بنا ہوا ہے"

ایک پولیس اہلکار نے ھاتھوں میں گلیوز پہنے چاقو کو لاش کی گردن سے نکال کر حفاظت کے ساتھ ایویڈینس پیکٹ میں ڈالتے ہوئے اپنے سامنے ایک گھٹنے کے بل بیٹھے ڈی ایس پی سے مخاطب ہو کر کہا۔

تصحیح کرو تابش کمال 12 نہیں 13 چاقو۔۔۔۔۔۔"

اسی طرح کا ایک چاقو ہمارے تھانے کے دس سال پہلے بند کیے گۓ ایک اور کیس کے ساتھ بھی موجود ہے۔"

سمریز بخاری نے اپنی شہد رنگ آنکھیں اٹھا کر سامنے موجود پولیس اہلکار تابش کمال سے کہا۔

سمریز کی بات سن کر تابش سوچ میں پڑ گیا۔

سر مجھے یہ بات سمجھ نہیں آرہی آج سے دس سال پہلے ایک قتل ہوا اس کے بعد" آٹھ سال تک نہ تو اس مجرم نے کوئی جرم کیا نا ہی اس مجرم کے خلاف کوئی ثبوت ملا اور اب اچانک دو سال پہلے وہی مجرم ایک بار پھر سامنے آتا ہے اور اسی طرح کے چاقو سے ایک بار پھر لوگوں کو مارنا شروع کر دیتا ہے"۔ تابش کمال نے دونوں آنکھیں سکیڑے بڑے کنفیوژ انداز میں پوچھا۔

"سر آخر وہ شخص آٹھ سال سے کدھر سو رہا تھا جو آٹھ سال بعد اس کی جاگ کھلی اور وہ ایک بار پھر اپنے کام میں مصروف ہوگیا"۔

"آہ ! یہی تو مسلہ ہے۔۔۔۔۔ ناجانے کیا چاہتا ہے ۔۔۔۔کیوں اتنے لوگوں کو مار رہا ہے۔۔۔۔۔۔"

سمریز نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ویسے یہ جو کوئی بھی ہے بہت ماہر ہے اس کام میں نہ کوئی سراغ چھوڑتا ہے نا کوئی ثبوت اور تو اور کسی طرح کی کوئی غلطی بھی نہیں کرتا۔کوئ چھوٹی سی غلطی بھی نہیں ہوتی اس کے کام میں"۔

سمریز نے اپنے گلیوز اتارتے ہوئے کسی گہری سوچ کے بعد اپنا موقف بیان کیا۔

"ایسے لگتا ہے جیسے سب کچھ پری پلان ہے ۔ اور اس سب میں صرف ایک آدمی شامل نہیں ہے یہ کام کافی لوگ مل کر کر رہے ہیں۔۔۔۔۔یہ کوئ گروپ ہے جو یہ سب کر رہا ہے بھلا ایک آدمی اکیلے اتنے پری پلان پرفیکٹ قتل کیسے کر سکتا ہے"۔

"یس سر لگتا تو کچھ ایسا ہی ہے کسی اکیلے انسان کا کام تو بالکل نہیں لگتا یہ"۔

تابش نے سمریز کی بات سے متفق ہوتے ہوئے کہا ۔

ہمم ۔۔۔تم ایسا کرو اس چاقو سے ریلیٹیڈ پچھلے سارے کیسس کو ری اوپن کرواؤ" اور کل میرے تھانے آنے سے پہلے تمام فائلز میری ٹیبل پر موجود ہونی چاہئیں" ۔

سمریز نے کلب میں ادھر ادھر طائرانہ نگاہ دوڑاتے ہوئے کہا ۔

لیکن سر باقی کیسس ری اوپن کروانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ آپ سے پہلے جو" ڈی ۔ ایس ۔پی تھے انہوں نے بہت کوشش کی تھی مجرم کو پکڑنے کی ،ثبوت ڈھونڈنے کی مگر حاصل حصول کچھ نہیں ہوا۔ اور سارے کیسس ایسے ہی بند ہو گئے "۔

تابش نے سمریز بخاری کو بہت سمجھانے والے انداز میں کہا ۔

سمریز نے آنکھیں چھوٹی کر کے تابش کو دیکھا۔

وہ اس لئے کیونکہ وہ ڈی ۔ ایس ۔پی سمریز بخاری نہیں تھا ۔۔۔مگر میں سمریز بخاری ہوں اس دنیا میں اکیلے سروائیو کرنے والا پہلا انسان ،یاد رکھنا ہمیشہ"۔

کل میرے تھانے آنے سے پہلے فائلز ٹیبل پر موجود ہوں "۔"

اس نے اپنی عینک پولیس یونیفارم کی شرٹ سے نکال کر آنکھوں پر لگاتے ہوئے اسے ایک ہی جملے میں اپنی اہمیت، اپنا رعب اور اپنا حکم باور کروا دیا۔

****

سر یہ اس کلب کے اونر ہیں مسٹر الطاف"۔"

ایک پولیس اہلکار کسی آدمی کو اپنے ساتھ لیے سمریز کے پاس آیا۔

"اچھا تو آپ ہیں یہاں کے اونر مسٹر الطاف"

سمریز نے کلب میں چاروں طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے اپنی سرد اور رعب دار آواز میں کہا۔

جی سر میں ہی ہوں یہاں کا اونر مجھے ابھی اس سب کی اطلاع ملی تھی۔یہ آپ" کے انسپیکٹر نے کہا کہ آنا پڑے گا آپ ملنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔ جو بھی کام ہے سر ذرا جلدی کیجئے کلب تو ویسے ہی آپ لوگوں نے بند کر دیا ہے اب ایک ضروری میٹنگ میں جانا ہے مجھے"۔

اس شخص نے مغرورانہ انداز میں اپنی گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جیسے یہ جرم اس کے کلب میں نہیں بلکہ کسی چوتھے محلے میں ہوا ہو۔

مگر وہ بھی سمریز بخاری تھا اس نے اس کی بات کو اسی پر ڈال دیا۔

"ویسے کمال ہے آپ کے کلب میں اتنے لوگوں کی موجودگی میں ملک کے ایک نامور شخص کا قتل ہو گیا۔۔۔۔۔۔پورے میڈیا پر ایک تہلکہ مچا ہوا ہے اور آپ کو اب پتا چلا اس سب کے بارے میں"

پھر کچھ توقف کے بعد کہا۔

"یا میں یہ سمجھوں کہ آپ کو پہلے سے ہی معلوم تھا کہ ایسا ہونے والا ہے۔"

"ارے !! سر آپ کو کیا لگتا ہے اگر مجھے پہلے سے معلوم ہوتا تو میں کیوں اپنے کلب میں یہ سب ہونے دیتا بھلا میں کیوں اپنے کلب کا نام خراب کرتا"۔

وہ شخص اس بار تھوڑا گڑبڑا گیا مگر پھر اس نے خود کو سنبھال کر پورے اعتماد سے جواب دیا۔

"شہرت تو شہرت ہوتی ہے اب اچھے نام سے ملے یا نام خراب کر کے........ کیا پتا تمہیں دوسرے نمبر والی شہرت پسند آئی ہو"۔

سمریز نے ایک بار پھر اس کا جواب اسی پر الٹا دیا۔

"ارے ارے یہ کیا باتیں کئے جا رہے ہیں آپ۔۔۔۔۔مجھے یہاں آپ کے آفیسر نے یہ کہہ کر بلایا تھا کے آپ کو کلب کے بارے میں معلومات چاہئیں مگر آپ تو مجھے مجرم بنانے پر تلے ہوئے ہیں"۔

اس شخص نے اس بار جزباتی ہوتے ہوئے چیخنے والے انداز میں کہا۔

"آواز آہستہ رکھیں الطاف صاحب"

وہ بھی اپنی آواز بلند کر کے بولا۔

"اگر آپ کو معلوم ہے کے آپ کو یہاں کلب کی معلومات حاصل کرنے کے لیے بلایا گیا ہے تو یہ ایٹیٹیوڈ کس کو دکھا رہے ہیں۔۔۔ہاں؟؟"

"ایک بات یاد رکھنا میری یہ جو غرور ہے نا بہت بری طرح آسمان سے زمین پر پٹکتا ہے انسان کو۔۔۔۔اس لیے اگر میں عزت سے پیش آرہا ہوں تو آپ بھی اپنا مزاج درست کریں لوگوں کا یہ انداز برداشت کرنے کی عادت نہیں ہے مجھے"۔

پھر اس نے ایک سرد آہ بھر کر غصہ کم کرنے کی کوشش کی۔

"خیر یہ بتائیں کے اس کام کے بارے میں معلوم آپ کو اب ہوا ہے۔۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔۔مگر یہ کلب آپ کا ہے تو یہ تو آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہاں کے سی سی ٹی وی کیمراز کب سے خراب ہیں"۔

سمریز نے اس سے استفسار کیا۔

"نہیں سر سی سی ٹی وی تو بالکل ٹھیک تھے"

اس شخص نے نفی کرتے ہوئے کہا۔

"مگر کل شام پانچ بجے سے آپ کے کلب اور آس پاس کے تمام سی سی ٹی وی بند پڑے ہیں۔ اور کل یہاں پارٹی شروع ہونے سے پہلے کسی نے چیک کرنے کی زحمت بھی نہیں کی"۔

سمریز نے زرا اونچی آواز میں استفسار کیا ۔

سر یہ کام تو سی سی ٹی وی انچارج کا ہے "۔"

الطاف نے فوراً اپنی حمایت میں آواز اٹھائی۔

"ہوں اور وہ تو کل چھٹی پر تھا ۔"

"چھٹی پر۔۔۔۔۔مگر سر میں نے تو اسے کوئی چھٹی نہیں دی اور نہ ہی اس نے مجھ سے کوئی چھٹی مانگی تھی "۔

اس شخص نے سمریز کو قائل کرنے والے انداز میں کہا ۔

"کیا۔۔۔ نا تو تم نے اسے چھٹی دی نا اس نے تم سے چھٹی مانگی اس کے باوجود وہ غائب ہے۔"

سمریز نے حیرانی سے استفسار کیا۔

"جی جی سر بالکل مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ یوں چھٹی کر لے گا۔"

الطاف نے فوراً جواب دیا ۔

"ہمم!!!"

"اچھا ٹھیک ہے تم جاؤ۔ دوبارہ ضرورت پڑی تو بلا لیں گے۔

"جی سر خدا حافظ۔"

اور یہ کہتے ساتھ ہی وہ باہر کی طرف بڑھ گیا۔

"تابش کمال یہ اس سی سی ٹی وی انچارج کو تھانے بلاؤ ذرا۔"

سمریز نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"جی سر"

"اور کچھ پتا چلا۔۔۔۔ کل جو لوگ یہاں موجود تھے ان میں کسی نے کچھ بتایا ؟"

سمریز نے تابش سے سوال کیا۔

جی سر پتا تو چلا ہے مگر وہی پرانی بات جو پہلے بھی سننے کو ملتی تھی کہ اچانک سے "
لائٹ آف ہو گئی پھر وہی

Bella ciao, Bella ciao

گانا چل پڑا۔ اور سر اس آدمی پر سپاٹ لائٹ آن ہو گئی اور پھر ایک چاقو اڑتا ہوا
"آیا اور سیدھا اس کی شہ رگ کے آر پار ہو گیا۔

تابش نے سمریز کو بتایا۔

"تابش کمال اس مجرم کو جلد از جلد پکڑنا پڑے گا نا جانے اور کتنی مظلوم جانے لے گا یہ مجرم۔" سمریز نے فکر مندی سے کہا۔

"جی سر بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ۔"

تابش نے اس کی بات سے متفق ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔۔ اچھا یہاں سارا اچھے سے چیک کر لو پھر تم اور صائم تھانے آنا ۔۔۔۔ کیس پر کچھ بات کرنی ہے۔"

"جی سر۔۔۔۔"

پھر سمریز تھانے جانے کیلئے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

****

کراچی شہر کے سن سائیڈ بلڈنگ میں اس وقت بہت سے فلیٹ میں خواتین گھر کی صفائیاں کروانے کے بعد اب کھانے پکانے میں مصروف تھیں

وہیں ایک فلیٹ کے باہر سورج کی کرنوں میں سمریز بخاری (فلیٹ #56) لکھا جگمگا رہا تھا۔

اگر دروازے سے اندر داخل ہو کر چھوٹی سی راہداری پار کر کے سیدھے ہاتھ کی طرف بڑھو تو سامنے ہی ٹی وی لاؤنچ تھا جس کے سیدھے ہاتھ کی طرف اوپن کیچن تھا جس کے سامنے ایک چھوٹی سی ڈائیننگ ٹیبل موجود تھی اور الٹے ہاتھ کی طرف دو دروازے تھے بیڈ رومز کے دروازے اور وہیں ٹی وی لاؤنچ میں دیوار کی طرف منہ کیے ایک لڑکی گنتی گننے میں مصروف تھی۔

سات --------- آٹھ --------- نو ---------- دس --------

اور پھر وہ لڑکی مڑی جو عمر میں 25 سال تک کی تھی، اسکی کمر سے نیچے تک آتے ہیزل براؤن سیدھے بال جو نیچے سے ہلکے ہلکے گھنگریالے تھے اس کے مڑنے پر ہوا میں لہر ائے اور پھر واپس کمر پر جھرنے کی مانند بکھر گئے۔

اس کی مسکراتی آنکھیں جو اس کے بالوں کے جیسے ہی ہیزل براؤن تھیں وہ اِدھر اُدھر پورے گھر میں نظر دوڑا رہی تھیں۔

"عالیان میں آرہی ڈھونڈنے کے لیے۔"

"دیکھنا میں تمہیں ڈھونڈ لوں گی ۔ اور پھر عالیان کو وہی کرنا پڑے گا جو ماما کہیں
گی۔"

"عالیان میں جانتی ہوں آپ بالکونی میں چھپے ہو ۔"

وہ عالیان کو پکارتے ہوئے ایک روم کے آدھ کھولے دروازے سے روم میں موجود
بالکونی کی طرف بڑھی ۔

بلاشبہ وہ کافی پیاری اور معصوم تھی مگر اس کے چہرے پر کچھ تھا کچھ بہت الگ ،
کچھ خاص جو اسے باقی سب سے منفرد بناتا تھا۔

"ارے ! ! اچھا جی تو مطلب نواب ضرور بیڈ روم میں چھپے ہوں گے ۔"

وہ یہ کہتے ہوئے بیڈ روم کی طرف بڑھی۔بیڈ کے نیچے ، صوفے کے پیچھے، کچن میں ہر
جگہ دیکھ لیتی ہے مگر بے سود عالیان کہیں نظر نہیں آتا ۔

"عالیان کدھر ہو۔۔۔ اچھا تو وہاں چھپے ہو آپ ڈھونڈ ہی لیا میں نے ۔"

وہ یہ کہتے ہوئے سٹڈی روم کی طرف بڑھی۔

"بالکل غلط۔۔۔۔۔۔ آپ بالکل اوپوزیٹ سائڈ پر جارہی ہیں ۔"

کہیں دور سے عالیان کی آواز آئی ۔

"اچھا نہ چلو اب ہار مان لو اور باہر آجاؤ ۔"

صلہ نے آواز لگائ۔

"نہیں۔۔۔۔ میں کیوں ہار مانوں ۔۔۔بابا کہتے ہیں کہ عالیان بخاری کبھی ہار نہیں سکتا۔اس لئے میں تو ہار نہیں مانوں گا۔"

اس کا لہجہ اٹل تھا ۔

"ہاں ہاں ایک تم اور ایک تمہارے بابا دونوں ہی آسمان سے اترے ہو نا جو ہار نہیں سکتے۔۔۔۔

"میں بھی پھر صلہ شاہد ہوں ہرا کر ہی رہوں گی۔۔

وہ بھی پوری ڈھٹائی سے بولی ۔

"دیکھتے ہیں پھر کون جیتتا ہے ۔"

عالیان نے دور سے آواز لگائی۔

"ہاں ہاں دیکھ لیں گے۔"

صلہ یہ کہتے ہوئے کچن کی طرف بڑھی ۔

وہ ایک بار پھر کیچن کے ساتھ ساتھ پورا گھر چھان مارتی ہے مگر عالیان ابھی بھی کہیں نہیں ملتا۔

اُف عالی کہاں چھپ گئے ہو پورا گھر دیکھ لیا ہے اب آجاؤ نا باہر۔۔۔" وہ وہ" تھک ہار کر زرا منت کرنے والے انداز میں بولی ۔

نہیں پہلے آپ کہیں کے آپ نے ہار مانی ۔۔۔۔"

عالیان نے پھر کہیں دور سے آواز لگائی تھی ۔

"اچھا بھئی ٹھیک ہے ہار مانی اب تو باہر آؤ۔"

صلہ نے اس بار سچ میں ہار مانتے ہوئے کہا تھا۔

"اوکے ۔"

اور اس اوکے کے دو سیکنڈ بعد ہی 4 سالہ عالیان کچن کے دروازے سے نمودار ہوا ۔

"آپ کچن میں تھے؟؟"

NOVEL HUT

صلہ نے حیران ہوکر استفسار کیا تھا۔

اور عالیان نے جواب میں پورے زور و شور سے گردن ہلائی تھی۔

"پر کہاں میں نے ہر جگہ دیکھا تھا وہ بھی دو بار۔"

اس نے دونوں انگلیوں کا وی بنا کر پورے یقین سے کہا تھا کیونکہ عالیان واقعی اسے کچن میں کہیں نظر نہیں آیا تھا۔

"میں تو کیبنٹ کے اوپر چھپا تھا۔ آپ دو دو بار آئ تھیں پر پھر بھی مجھے نہیں ڈھونڈ سکیں۔ دیکھا کیسے ہرایا میں نے آپ کو۔"

وہ اتراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیبنٹ کے اوپر۔۔۔پر وہاں کیسے چھپے ؟؟؟"

صلہ یہ کہتے ہوئے کچن کی طرف بڑھی اور عالیان بھی اس کے ساتھ کچن میں آیا۔

"اس کیبنٹ کے اوپر چھپا تھا میں۔"

صلہ نے کچن کیبنٹ کے اوپر دیکھا جہاں عالیان نے اشارہ کیا تھا۔ وہاں کیبنٹ اور کچن کی چھت کے بیچ اتنا فاصلہ تھا کہ کوئ چھوٹا بچہ لیٹ جاۓ تو واقعی کچن میں داخل ہونے والے شخص کو نظر نا آۓ۔

"اچھا۔۔پر اوپر کیسے گئے؟؟؟"

اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"وہ میں نے پہلے اس شیلف پر قدم رکھا پھر کیبنٹ کو کھول کر اوپر پاؤں رکھا اور پھر اوپر لیٹ گیا۔"

عالیان نے خوشی سے چہکتے صلہ کو اپنا کارنامہ سنایا۔

"اچھا۔۔۔۔ خیر آج تو چڑھ گئے مگر آئندہ یہ کام نہیں کرنا۔ اگر پاؤں سلپ ہو جاتا تو کتنی بری چوٹ لگتی اور پھر آپ کے بابا۔۔۔۔مجھے بھی ڈانٹنا تھا اُنھوں نے۔"

صلہ نے اس ڈانٹنے والے انداز میں کہا۔

"ارے مما! بابا کچھ نہیں کہتے بابا ہی تو مجھے یہاں چھپاتے تھے۔ جب بھی میری پہلے والی مما غصے میں مجھے ڈانٹنے آتی تھیں۔"

عالیان نے اسے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

"کیا مطلب یہاں چھپنے والا آئیڈیا تمہارے بابا کا تھا؟؟؟"

اس نے حیران ہو کر پوچھا کیونکہ اسے سمریز سے یہ امید نہیں تھی کہ وہ اتنے چھوٹے بچے کو ایسی جگہ پر چھپنے کے آئیڈیاز دے گا۔

عالیان نے سر کو اثبات میں ہلا کر اس کی بات کی تائید کی۔

اور وہ تمہیں تمہاری اُن مما کی ڈانٹ سے بچاتے بھی تھے؟؟؟" اس نے پھر" حیران ہو کر پوچھا۔

جی بابا اور میں انہیں بہت تنگ کرتے تھے۔ وہ جب بھی مجھے زبردستی کھانا کھلاتی" تھیں تو بابا انہیں کسی کام سے بھیج دیتے تھے اور پھر میرا کھانا خود کھالیتے تھے اور "جب مما واپس آتی تھیں تو ان سے کہتے کہ دیکھا ایسے کھانا کھلاتے ہیں بچوں کو۔

عالیان نے اس کی معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا پھر تمہاری ماما کو شک نہیں ہوتا تھا؟؟؟"

صلہ نے اسے دیکھتے ہوئے مزید ایک سوال کیا۔

"ہوتا تھا نہ اور پھر مما بابا سے ناراض ہوجاتی تھیں مگر پھر بابا انہیں منا لیتے تھے۔"

عالیان نے اس کے سوال کا جواب دیا۔

"واقعی ؟؟؟"

صلہ نے آنکھیں پوری کھول کر بڑی حیرانی سے پوچھا۔

"جی !"

اس نے جی کو تھوڑا کھینچ کر کہا۔

"اور آپ کو کیسے پتا آپ تو تب بہت چھوٹے ہوں گے نا؟"

صلہ نے تفتیشی انداز میں پوچھا۔

ارے ! مجھے بابا نے بتایا تھا۔ وہ مجھے ماما کی اور بھی بہت ساری باتیں بتاتے تھے" مگر اب تو ان کے پاس ٹائم ہی نہیں ہوتا۔ وہ گھر بھی اتنی لیٹ آتے ہیں میرے سونے کے بھی بعد۔۔۔"

اس نے صلہ کے پوچھنے پر بتایا اور آخر میں اس کا لہجہ کافی اداس ہوگیا تھا۔

"بابا مصروف ہیں نا آج کل جب کام ختم ہوجائے گا تو دیکھنا پھر تمہارے بابا بہت سارا وقت گزاریں گے عالیان کے ساتھ۔"

صلہ اسے سمجھاتے ہوئے بولی۔

"مجھے تو لگا تھا وہ ایک بہت ہی کھڑوس قسم کے انسان ہیں جو بچے کو بچانے کی بجائے الٹا اور ڈانٹتے ہوں گے اور منانا۔۔۔۔۔۔۔۔واقعی وہ کسی کو منا بھی سکتے ہیں وہ تو خود ہر وقت سڑے ہوئے رہتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ ویسے ہو سکتا ہے منا لیتے ہوں ویسے بھی وہ ثناء سے محبت کرتے تھے۔

"کتنی خوش قسمت تھیں وہ۔

صلہ نے دل میں سوچا تھا۔

"مما اب آپ کو میرے لئے (بلیک روس ڈونیٹ) بنانے پڑیں گے کیونکہ میں گیم میں جیتا ہوں تو اب آپ کو میری بات ماننی پڑے گی۔"

عالیان کے پکارنے پر وہ خیالوں سے باہر آئی۔

"ہاں۔۔۔۔چلو آؤ بناتے ہیں۔"

"آپ کو پتا ہے میری پہلے والی مما کو بھی بلیک روس ڈونیٹ بہت پسند تھے۔"

عالیان نے اس کا ہاتھ پکڑے کچن کی طرف جاتے ہوئے کہا۔

ہاں۔۔۔۔مجھے معلوم ہے۔۔۔۔بھلا مجھ سے زیادہ اور کسے معلوم ہو سکتا ہے"

"۔

آخری جملہ بس اس نے دل میں ہی سوچا تھا۔

اور اس کے بعد دونوں اِدھر اُدھر کی باتوں میں مصروف بلیک روس ڈونیٹ بنانے لگ گئے۔

****

سمریز پولیس سٹیشن میں اپنے آفس روم میں ایس ایچ او صائم احمد اور انسپکٹر تابش کمال کے ساتھ بیٹھا کیس کو ڈسکس کر رہا تھا۔

صائم اس ڈیڈ باڈی کو پاسٹ مارٹم کیلئے بھجوایا تھا۔۔۔۔کیا کچھ معلوم ہوا وہاں"

"سے۔

سمریز نے صائم احمد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"سر ڈیڈ باڈی کو پوسٹ مارٹم کے لیے بھیج دیا تھا مگر کچھ بھی خاص معلوم نہیں ہوسکا۔۔۔۔۔ اور جو چاقو ملا تھا اس پر سے پہلے کی طرح کوئ فنگر پرنٹس بھی نہیں ملے۔۔۔۔۔ مجرم نے یقیناً گلیوز پہنے ہوں گے۔"

صائم احمد اسے مطلع کرتے ہوئے بولا۔

"ہاں۔۔۔۔اندازہ تھا مجھے۔۔۔۔۔۔۔اور تابش وہ سی سی ٹی وی انچارج۔۔۔۔۔ملے تم اس سے؟؟؟؟"

سمریز دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسا کر ٹیبل پر زرا آگے کو جھک کر بیٹھا۔

"جی سر میں ملا اس سے۔۔۔۔مگر سر وہ تو کہہ رہا ہے کہ اسے خود الطاف نے چھٹی دی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ سر اسے تھانے لاکر اپنے تابش والے طریقے سے بھی سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ ایک ہی بات پر اٹکا رہا کہ اسے خود الطاف نے ہی چھٹی دی تھی۔۔۔۔۔۔۔پر سر میں نے اس کا موبائل لے لیا ہے نور کو دیا ہے وہ اس کی کال ڈیٹیلز نکال رہا ہے پتہ چل جائے گا کہ وہ سچ بول رہا ہے یا نہیں۔"

تابش نے اسے تفصیل بتائی۔

"سر اس سی سی ٹی وی انچارج کا کال ڈیٹا نکال لیا ہے ۔۔۔۔۔۔یہ دیکھیں ۔"

اتنے میں نور نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے ان کو مخاطب کیا۔

"دیکھاؤ کچھ ملا کیا۔"

"سر کال تو واقعی الطاف کے موبائل سے کی گئی ہے۔ وہ صحیح کہ رہا ہے۔"

نور نے سمریز کے پوچھنے پر جواب دیا ۔

اور الطاف کا کہنا ہے کہ اس نے کوئی کال نہیں کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بلاؤ زرا "
اس الطاف کو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی بھی کال ہسٹری چیک کرو
"۔۔۔۔۔کوئی ایک تو لازماً جھوٹ بول رہا ہے۔

سمریز تابش سے مخاطب ہو کر بولا ۔

جی سر میں بُلاتا ہوں اسے ۔۔۔۔اور سر وہ سی سی ٹی وی انچارج جانے دوں"
اسے ۔

تابش نے سمریز سے پوچھا ۔

"ہاں جانے دو اسے۔۔۔پر نظر رکھو اس پر"

سمریز نے تابش کی بات سن کر کہا۔

"جی سر"

تابش یہ کہتے ہوئے کرسی سے اٹھ کر باہر کی طرف بڑھ گیا۔

****

تابش کمال 24 سے 25 سال کا ایک خوش شکل نوجوان تھا۔ جو ایک سال پہلے ہی انسپکٹر کی پوسٹ پر بھرتی ہوا تھا۔ وہ اپنے کام میں ہمیشہ چاق وچوبند رہتا تھا اور سمریز بخاری کو ہمیشہ ایک آئیڈیل کے طور پر دیکھتا تھا۔ بھلے ہی اسے سمریز کے ساتھ کام کرتے تین سے چار مہینے ہوئے تھے مگر سمریز کے اعتماد اور انداز نے اُسے اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ وردی میں ملبوس مناسب کٹے کالے بال جو اس وقت ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے انہیں اپنے ہاتھوں سے پیچھے کی طرف سیٹ کرتے ہوئے وہ سمریز بخاری کے آفس روم سے سیدھا جیل ایریا کی طرف آیا۔

وہاں سیدھ میں بڑھتے ہوئے وہ چوتھی جیل کے سامنے رکا۔

چل بھئ یہ لے اپنا موبائل اور جا آزاد کیا تجھے آگے کچھ معلومات لینی ہوئیں تو پھر"
بلائیں گے ۔۔۔۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔۔۔۔۔چل شاباش جا سکتا ہے اب تو
"یہاں سے ۔

اس نے جیل کا تالا کھول کر اندر موجود اس سی سی ٹی وی انچارج سے مخاطب ہو کر
کہا ۔

"جی جی سر۔"

سی سی ٹی وی انچارج نے اپنا موبائل لیا اور وہاں سے بھاگنے والے انداز میں نکلا
۔

"! ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔ بھاگ گیا سالا"

تابش نے استہزائیہ ہنستے ہوئے کہا ۔

سر آپ کا بات اُگلوانے کا تابش والا طریقہ ہے ہی اتنا خطرناک بھاگنا تو تھا ہی"
"اس نے ۔

ایک پولیس اہلکار اس سی سی ٹی وی انچارج کو بھاگتے دیکھ کر تابش سے مخاطب ہو کر بولا۔ تابش واپس سے جیل کا دروازہ بند کر رہا تھا۔

"ہاں یہ تو ہے۔۔۔۔۔۔"

تابش اپنے ہاتھ جھاڑتے ہوئے بولا۔

خیر اب تم جا کر اُس الطاف کو لے کر آؤ۔ اسے بھی اپنے تابش والے طریقے" سے روشناس کروانا پڑے گا۔ اس پر اپنا طریقہ آزمانے کا تو اس وقت سے بڑا دل تھا جب وہ ہمارے ڈی ایس پی سر سے بدتمیزی کر رہا تھا۔۔۔۔

"اب ہم بتائیں گے اسے ہمارے ڈی ایس پی سر سے بدتمیزی کرنے کا انجام۔

تابش اس پولیس اہلکار سے کہا۔ اس کے انداز میں سمریز بخاری کے لیے خاص عزت و اہمیت جھلک رہی تھی بھئ آخر کو اسکا آئیڈیل تھا۔

****

عالیان ٹی وی لاؤنج میں صوفے پر بیٹھا کارٹون دیکھنے میں مگن اور صلہ کچن میں کام کر رہی تھی کہ اتنے میں گھر کی بیل بجی۔

عالیان صلہ کے کہنے سے پہلے ہی دروازہ کھولنے کیلئے بھاگیا۔

"عالیان !!! پوچھ کر کھولنا دروازہ۔۔۔"

صلہ نے پیچھے سے آواز لگائی۔

"جی مما۔۔۔"

کون؟؟؟؟؟" عالیان نے کون کو کافی لمبا کھینچتے ہوئے پوچھ۔"

"عالیان میں ہوں میرب آپی۔۔۔"

باہر سے آواز کوئی نسوانی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔۔۔ اچھا۔۔۔ میرب آنٹی۔۔۔"

عالیان دروازہ کھولتے ہوئے بولا۔

آنٹی نہیں عالیان۔۔۔۔ آپی۔۔۔۔ آپ سے صرف اکیس سال ہی تو بڑی ہوں"

"میں۔۔۔۔

ایک لڑکی نے دروازے سے اندر قدم رکھتے ہوئے کہا اور پھر جھک کر اس کے پھولے ہوئے ٹماٹر جیسے لال لال گال کھینچ لیے۔

"کون آیا ہے عالیان ؟؟؟؟"

صلہ نے دروازے کی طرف آتے ہوئے پوچھا۔

"ارے میرب ۔۔۔۔۔۔یہاں کیسے ؟"

میرب کو دیکھ کر وہ اس کی طرف بڑھی اور پھر دونوں فُل لڑکیوں والے انداز میں ملیں۔ گلے ملتے ہوئے ایک دوسرے کے گال چومنے والا انداز۔

"بس ابھی کیفے بند کیا تھا تو سوچا تم سے ملتی جاؤں ۔۔۔۔۔ بھئ آج ہماری باس نے بنا بتائے ہی چھٹی کرلی ۔۔۔۔۔ سب خیریت تھی نا ؟؟؟؟"

"ہاں آنا تھا میں نے بس صبح عالیان کو کافی تیز بخار ہو رہا تھا ۔۔۔۔۔ اس لیے آج اسے سکول بھی نہیں بھیجا۔"

"آج ہم دونوں ماں بیٹے نے ہی چھٹی کرلی۔"

صلہ نے اسے وجہ بتائی۔

"اچھا۔۔۔۔۔ اب کیسی طبیعت ہے عالیان کی ؟؟؟"

میرب نے عالیان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

بالکل ٹھیک ۔۔۔۔ "عالیان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔"

"ڈیٹز گوڈ"

میرب اس کے بال سہلاتے ہوئے بولی۔

"چلو آؤ۔۔۔۔ اندر آجاؤ"

صلہ ان دونوں کو اندر کی طرف بھیجتے ہوئے دروازہ بند کیا اور خود بھی ان کے پیچھے اندر آئی ۔

****

میرب نے اپنا پرس سامنے ٹیبل پر رکھا اور عالیان کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ کر کارٹون دیکھنے لگی۔

پانچ منٹ بعد صلہ کافی کے دو مگ لے کر ٹی وی لاؤنج میں آئی اور ایک کپ میرب کو دے کر خود بھی وہیں براجمان ہو گئی ۔

"آج ایک لڑکی آئی تھی ۔۔۔۔کیفے میں ۔۔۔۔ تمہارا پوچھ رہی تھی۔"

میرب نے کافی کا ایک گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"لڑکی۔۔۔۔۔ میرا پوچھ رہی تھی۔۔۔۔۔ کون تھی نام نہیں پوچھا تم نے اس کا؟؟؟"

صلہ نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"مریم نام بتا رہی تھی۔۔۔۔۔ کہہ رہی تھی تمہاری کوئی پرانی دوست ہے۔"

میرب نے اسے نارمل سے انداز میں مطلع کیا۔

"واقعی!۔۔۔۔۔مریم آئی تھی۔"

صلہ خوشی سے چیختے ہوئے بولی۔

"ہاں۔۔۔یہی نام بتا رہی تھی۔۔۔۔ کیا ہوگیا اتنی خوشی۔۔۔۔ اتنا خوش تو تم میرے آنے پر بھی نہیں ہوتی۔۔۔۔۔"

"آئی فیل سو جیلس"

میرب نے منہ ٹیڑھا کر کے ایسے انداز میں کہا کہ صلہ کو بے ساختہ ہی ہنسی آگئی۔

"اوہو جیلس۔"

صلہ اس کا مزاق اُڑاتے ہوئے بولی۔

"ہاں۔۔۔۔ تو کیا نہیں ہونا چاہیئے۔"

"ہماری دوستی کو اتنا عرصہ ہوگیا ہے۔۔۔۔۔۔ہم دونوں ایک دوسرے کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں۔۔۔۔۔ اور اب اچانک سے تمہاری کوئ پرانی بیسٹ فرینڈ نکل آئ ہے۔۔۔۔۔۔" اس نے پرانی بیسٹ فرینڈ کے الفاظوں کو پھر سے منہ ٹیڑھا کرکے بولا۔

"اور تم۔۔۔۔۔ کیسے اچھل رہی ہو اپنی پرانی بیسٹ فرینڈ کے نام پر۔"

وہ ایک بار پھر منہ ٹیڑھا کرکے بولی۔

"اُف۔۔۔ اتنا منہ مت ٹیڑھا کرو تمہارا یہ پیارا سا چہرہ ٹیڑھا نہ ہو جائے کہیں۔۔۔" صلہ نے پیار سے اس کے گال کھینچتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ مگر میرب نے اس سے ناراض ہوکر منہ پھلا لیا تھا۔ اور اپنا رخ عالیان کی طرف کرکے کارٹون دیکھنے لگی۔

"ارے یار!!! وہ میری بیسٹ فرینڈ نہیں ہے۔۔۔۔"

صلہ نے اس کے پھولے ہوئے منہ کو دیکھ کہا۔

"واقعی۔۔۔۔"

میرب اس کی کہی بات پر خوش ہوتے ہوئے فوراً بولی۔۔۔۔

"ہاں وہ میری بیسٹ فرینڈ نہیں ہے۔۔۔۔ بلکہ اس سے کچھ زیادہ خاص ہے"

صلہ اسے بغور دیکھتے ہوئے بولی انداز تھوڑا چڑانے والا تھا۔

صلہ !!"۔۔۔۔۔۔ میرب نے اسے پاس پڑا کشن اُٹھا کر مارا۔"

صلہ کی کافی گرتے گرتے بچی۔۔

"اچھا اچھا !!! ریلیکس میں مزاق کر رہی تھی۔"

صلہ اپنا کافی کا کپ سنبھالتے ہوئے بولی۔

"مجھے بتاؤ کون ہے یہ مریم ۔۔۔۔ میں آئندہ اُسے کیفے میں قدم نہیں رکھنے دوں گی۔ "

میرب نے غصہ سے ناک پُھلاتے ہوئے کہا۔

وہ بہت اچھی لڑکی ہے میرب ۔۔۔۔ تم ایک بار ملو گی نا تو اس کی فین ہو جاؤ گی"

۔۔۔۔۔ وہ صرف میری دوست نہیں تھی بلکہ وہ میری راہ نما تھی ۔۔۔۔ مجھے

"میرے رب سے جوڑنے والی میری ساتھی تھی وہ۔

مگر پھر اس کی شادی ہو گئی ۔۔۔۔ وہ باہر کے ملک چلی گئی اور پھر اچانک اس کا "

"اور میرا رابطہ بالکل ختم ہو گیا ۔۔۔۔پتہ نہیں کیوں ۔۔۔

صلہ اسے بہت خوشی سے مریم کے بارے میں بتا رہی تھی مگر آخر میں اس کا لہجہ

کافی اداس ہو گیا تھا۔

"تو تم نے اس سے رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کی ؟؟؟"

میرب نے اس سے پوچھا۔

کی تھی یار ۔۔۔ مگر کوئی رابطہ نہیں ہو سکا ۔۔۔۔۔ پر کوئی بات نہیں تم دیکھنا "

وہ کل پھر آئے گی مجھ سے ملنے ۔۔۔۔۔۔ مجھے پورا یقین ہے ۔۔۔

" ! ! انشاء اللہ

صلہ نے اُمید بھرے لہجے میں کہا۔

"انشاء اللہ ! !

"ویسے کل آؤ گی تم کیفے ؟؟؟؟

میرب نے اس سے پوچھا ۔

"ہاں ۔۔۔۔۔اب عالیان کی طبیعت کافی بہتر ہے انشاء اللہ ! ! آؤں گی کل

تو۔۔۔۔۔"

صلہ نے اس کے سوال کا جواب دیا ۔

"چلو ٹھیک ہے پھر کل ملیں گے کیفے میں۔۔۔ اب میں چلتی ہوں گھر۔۔۔۔ امی ویٹ کر رہی ہوں گی ۔۔۔۔۔ تابش تو ویسے بھی کیس کی وجہ سے کافی لیٹ گھر آتا ہے۔"

میرب کافی کا خالی مگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کھڑی ہوئی۔

"ہاں سمریز بھی آج کل لیٹ گھر آتے ہیں ، عالیان بھی اس وجہ سے کافی ڈسٹرب رہتا ہے۔"

صلہ نے عالیان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو کارٹون دیکھنے میں بے حد مصروف تھا۔

"اللہ تعالیٰ اس مجرم کو پکڑنے میں مدد دے۔۔۔۔دو سال میں کتنے لوگوں کی جان لے لی ہے اس نے۔"

میرب کافی پریشانی بھرے لہجے میں بولی۔

"ہاں۔۔۔۔آمین۔۔۔"

صلہ کے لہجے میں بھی پریشانی جھلک رہی تھی۔

"چلو بائے!!! کل ملیں گے۔" وہ اپنا پرس کندھے پر لٹکاتے ہوئے بولی۔

"گڈ بائے عالیان!!"

"بائے بائے آنٹی!!"

"آنٹی نہیں عالیان آپی۔۔۔۔ صرف اکیس سال ہی تو بڑی ہوں میں آپ سے۔"

میرب نے بڑے پیار بھرے لہجے میں اس سمجھانے والے انداز میں کہا۔

"اوکے آنٹی۔۔۔۔۔"

اس کے پھر آنٹی بولنے پر بیچاری میرب نے سرد آہ بھر کر صلہ کی طرف دیکھا جو اس کے دیکھنے پر کندھے اچکا گئی کہ بھئی تم دونوں کا معاملہ ہے وہ کیا کر سکتی ہے بھلا۔

میرب سر جھٹک کر دروازے کی طرف بڑھ گئی ۔

صلہ بھی اس کے پیچھے آئی تھی۔

" اوکے بائے"

میرب باہر جاتے ہوئے بولی ۔

" اللہ حافظ بولتے ہیں انگریز لڑکی"

اس کے بار بار بائے بولنے پر صلہ اسے ٹوکتے ہوئے کہا ۔

"ہاں ہاں اللہ حافظ ! مولوانی صاحبہ"

اس کی بات پر صلہ ہنس دی ۔

اور میرب باہر کی طرف بڑھ گئی ۔

****

رات کو جب چاند اندھیرے کو چیر کر پورے شہر میں اپنی روشنی پھیلانے میں مگن تھا تبھی لاہور کی سن سائیڈ بلڈنگ پر بھی چاند کی روشنی بکھری ہوئی تھی۔

بلڈنگ کی پارکنگ میں ایک گاڑی آکر رکی اور گاڑی پارک کر کے سمریز نے باہر قدم رکھا اور اوپر اپنے فلیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

فلیٹ کی گھنٹی بجا کر دروازہ کھلنے کا انتظار کرنے لگا۔

اور اندر صلہ سوتے ہوئے عالیان کے ساتھ لیٹی اپنے موبائل پر سکرولنگ کرنے میں بیزی تھی۔ گھنٹی کی آواز سن کر وہ جلدی سے موبائل رکھ کر کھڑی ہوئی اور دوپٹہ ٹھیک سے اُوڑھ کر باہر کی طرف بڑھ گئ۔

السلام علیکم !

وعلیکم السلام ! سمریز نے صلہ کے سلام کا جواب دیا اور اندر بڑھ آیا ۔

صلہ بھی اس کے پیچھے آئ ۔

آج کل آپ کو اتنی دیر ہوجاتی ہے ۔۔۔۔عالیان روز آپ کا انتظار کرتے کرتے " سوتا ہے"۔

صلہ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں بس کیس کی وجہ سے دیر ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ وہ تو شکر ہے کہ اب تم ہوتی ہو اس کے ساتھ گھر پر نہیں تو پہلے مجھے اس کو اپنے ساتھ رکھنا پڑتا تھا کافی مشکل ہوتی تھی مگر اب تسلی رہتی ہے۔"

سمریز نے ٹی وی لاؤنج میں موجود صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے کنپٹیوں کو سہلانے لگا۔

"ہاں۔۔۔ میں تو ہوتی ہوں مگر اسے آپ کے ٹائم کی بھی ضرورت ہے آج بھی کہہ رہا تھا کہ بابا اب میرے ساتھ پہلے کی طرح کھیلتے نہیں ہیں۔"

صلہ نے اس کے ساتھ ہی تھوڑے فاصلے سے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں کوشش کروں گا بس ایک بار یہ کیس پورا ہو جائے پھر میرا سارا وقت میرے بیٹے کے لیے ہی ہوگا۔"

عالیان کا زکر کرتے ہوئے پورے دن میں پہلی بار سمریز بخاری کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری۔

مگر صلہ نہیں مسکرا پائی۔۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ آج بھی سمریز بخاری کی زندگی میں "کہیں کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی ۔۔۔۔۔" یہ صلہ شاہد کی سوچ تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شاید سمریز بخاری کی بھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مگر وہ دونوں ہی نہیں جانتے تھے کہ بہت جلد ہر کسی کی اہمیت ایک دوسرے کی نظروں میں واضح ہونے والی تھی کیونکہ ایک وقت آتا ہے جب ہر طرح کی حقیقت واضح ہو ہی جاتی ہے چاہے کتنی ہی تلخ کیوں نہ ہو۔

"کھانا لگا دوں ؟"

اس نے آنسوؤں کا گولا حلق سے اتارتے ہوئے دھیمی آواز میں پوچھا۔

"ہاں پلیز بہت بھوک لگی ہے۔ میں زرا فریش ہو جاؤں۔"

سمریز نے اپنی کنپٹیوں کو سہلاتے ہوئے کہا۔

سمریز کی بات سن کر صلہ کچن کی طرف بڑھ گئی۔

سمریز کے کھانا کھانے کے بعد صلہ اس کیلئے ڈونیٹ لے کر آئی وہی جو اس نے عالیان کیلئے بنائے تھے (بلیک روس ڈونیٹ) ۔

صلہ نے اس کے سامنے سے خالی پلیٹیں ہٹائیں اور بلیک روس ڈونیٹ کی پلیٹ اس کے سامنے رکھی۔

"وہ عالیان اور میں نے گیم کھیلی تھی میں ہار گئی تھی تو اس نے فرمائش کی کہ میں اس کیلئے یہ ڈونیٹ بناؤں تو میں نے آپ کے لیے بھی بنا لیے۔"

اور ان ڈونیٹ کو دیکھ کر سمریز کا چہرا غصہ ضبط کرنے کی وجہ سے سرخ پڑ گیا تھا جبکہ صلہ اپنی ہی دُھن میں بولتی چلی گئی ۔۔۔۔سامنے والے کے تاثرات سے بالکل بے خبر۔

NOVEL HUT

"جان بوجھ کر کرتی ہو نا تم یہ سب؟؟؟؟"

سمریز کی آواز ایسی تھی کہ جیسے بہت مشکل سے خود پر ضبط کیا ہو۔

اور اس کی آواز میں چھپا ضبط کیا گیا غصہ ہی صلہ کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر گیا۔ اس نے ماتھے پر بل ڈال کر نا سمجھی سے سمریز کی طرف دیکھا۔

"کیا مطلب جان بوجھ کر۔۔۔۔۔۔۔میں نے کیا کیا ہے؟؟؟؟"

اس نے نا سمجھی سے سوال کیا۔

تم سب کچھ جانتی ہو مگر اس کے باوجود کیوں بار بار ایسی حرکتیں کرتی ہو جس سے" مجھے تکلیف ہو۔۔۔۔ہاں۔"

اس نے اپنی آواز کو جتنا دھیما رکھ سکتا تھا اُتنا رکھنے کی کوشش کی مگر پھر بھی کہیں نا کہیں اس کی آواز اونچی ہو ہی گئی تھی۔

"میں نے کیا کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟"

کیوں بنائیں ہیں تم نے یہ ڈونیٹ ہاں۔۔۔۔جانتی ہو نا میری تلخ یادیں جڑی ہیں" ان کے ساتھ ۔۔۔۔کیوں تم بات بات پر مجھے ثناء کی یاد دلاتی ہو ہاں۔۔۔۔۔۔۔اس دن، اس دن بھی تم نے وہ تصویر ہٹانے کی کوشش کی تھی میں نے کہا تھا نا تم سے کہ دوبارہ ایسی کوئی حرکت مت کرنا۔۔۔۔۔۔۔مگر نہیں۔۔۔۔۔۔۔ہو نا تم ابھی تک وہی ڈھیٹ صلہ جو پانچ سال پہلے تھیں۔

سمریز کی آواز کافی اونچی تھی اور لہجہ بے حد سخت۔

اور اس کا آخری جملہ بس وہاں صلہ کا ضبط ٹوٹ گیا۔

آخر سمجھتے کیا ہیں آپ خود کو ہاں جب دل چاہے گا میری بے عزتی کر دیں گے" ۔۔۔۔۔۔۔ صلہ سب برداشت کرلے گی مسٹر سمریز بخاری مگر اپنی بے عزتی برداشت نہیں کرے گی ۔۔۔۔۔۔ کبھی بھی نہیں اس لئے آئندہ مجھ سے اس طرح بات مت کیجئے گا نہیں تو میں بھی سارے لحاظ بھول جاؤں گی" ۔۔۔۔۔۔ وہ بھی غصے سے پھنکارتے ہوئے بولی ۔۔۔۔۔ اور پھر کچھ دیر کے توقف کے بعد بولی۔

میں سوچ رہی تھی کہ اپنی حمایت میں کوئی دلیل دوں گی آپ کو یقین دلوا دوں گی کہ " میرا مقصد آپ کو تکلیف پہنچانا نہیں تھا مگر نہیں۔۔۔۔۔ جو آپ کا یقین نہیں کرتا اس کے سامنے اپنی صفائی پیش کرنا اپنے آپ کو اپنی نظروں میں گرانے کے مترادف ہے اس لیے میں آپ کو کوئی صفائی پیش نہیں کروں گی آپ کو میرے "بارے میں جو سوچنا ہے سوچیں مجھے اتنا سا بھی فرق نہیں پڑتا۔

وہ اپنے ایک ہاتھ کی شہادت کی انگلی کو آنگوٹھے کے قریب لاکر بولی ۔

غصے کی شدت سے اس کا چہرا سرخ پڑ رہا تھا۔

اور اس کے ساتھ ہی وہ غصے سے کمرے کی طرف بڑھ گئی ۔اور سمریز وہیں صوفے پر گرنے والے انداز میں بیٹھ گیا ۔

جبکہ ٹی وی لاؤنچ میں بالکل سامنے موجود وہ تصویر جس کی طرف سمریز نے اشارہ کیا تھا اس میں موجود سمریز بخاری کے ساتھ کھڑی ثناء سمریز پوری دلکشی کے ساتھ مسکراتی رہ گئی۔۔۔۔۔

اکثر صلہ کو اس کی مسکراہٹ ایسے معلوم ہوتی تھی کہ وہ اس پر ہنس رہی ہو اس کا مزاق اُڑا رہی ہو کہ رہی ہو کہ دیکھو میں تو چلی گئ لیکن سمریز کو بھی اپنے ساتھ ہی لے گئ ہوں ۔یہی وجہ تھی کہ صلہ نے یہ تصویر ہٹانے کی کوشش کی تھی مگر سمریز نے اسے بری طرح جھڑک دیا تھا۔۔۔۔

NOVEL HUT

صلہ بیڈروم کا دروازہ کھول کر اندر آئی دل تو چاہ رہا تھا اس کا کہ بہت زور سے دے کر دروازہ بند کرے لیکن پھر عالیان کی نیند کا خیال کرتے ہوئے آہستہ سے دروازہ بند کیا۔ بھلے ہی عالیان اس کی سگی اولاد نہیں تھا مگر وہ اسے اپنا بیٹا مانتی تھی پورے دل سے۔

دروازہ بند کر کے وہ صوفے پر بیٹھ کر آنسو بہانے لگی۔

اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو کر دھندلانے لگیں تھیں اور وہ دھند اسے کہیں ماضی کی یاد میں بہت پیچھے لے گئی۔

ایک کشادہ سڑک، اس کے آس پاس نئے طرز کی بنائ گئیں خوبصورت دکانیں، ان کے شیشے کے بنائے گئے بڑے بڑے دروازے اور انہی دکانوں میں سے ایک دکان اور اس کے اوپر رات کے اندھیرے میں چمکتا ہوا اس کا نام دی ڈونیٹ گیلور اور اس شاپ میں قدم رکھتا سمریز بخاری۔۔۔۔۔۔

"آپ لوگوں کے ہاں سب سے بیسٹ ڈونیٹس کون سے ہیں؟؟؟؟"

سمریز نے کاؤنٹر پر جا کر وہاں کھڑی لمبے بالوں والی لڑکی سے پوچھا۔

"سر ہمارے ہاں کے سب سے فیمس ڈونیٹ یہ والے ہیں (بلیک روس ڈونیٹ)۔"

اس لڑکی نے کاؤنٹر پر انگلی رکھتے ہوئے ڈونیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا۔

سمریز نے اس کی انگلی کے اشارے کے تعاقب میں دیکھا۔ وہاں ڈارک چاکلیٹ سے بنائے گئے ڈونیٹ موجود تھے۔

NOVEL HUT

"بلیک روس ! ! ! یہ کیسا نام ہوا بھلا ۔"

سمریز نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ مزاق اڑانے والے انداز میں کہا ۔

اور اس کا یہ مزاق اڑانے والا انداز تھوڑے فاصلے پر کھڑی صلہ شاہد کو بری طرح چبھا تھا۔

"آپ کو کیا لینا دینا اس سے کہ کیسا نام ہے میری شاپ ہے، میں نے بنائے ہیں یہ ڈونیٹ ، میں نے نام رکھا ہے میری مرضی میں جیسا مرضی نام رکھوں آپ کون ہوتے ہیں اعتراض کرنے والے ؟"

صلہ ان لوگوں کے قریب آتے ہوئے ذرا غصیلے انداز میں بولی۔ بھئی اس کے سب سے خاص ڈونیٹ کا مزاق بنایا جارہا تھا غصہ تو بنتا تھا۔۔۔۔۔ وہ سب تو ٹھیک تھا۔۔۔ مگر اس کا حلیہ۔۔۔۔۔ کافی مختلف تھا۔۔۔ جینز کے اوپر لائٹ پنک کلر کا ٹاپ کھلے ہیزل رنگ بال اور ہائی ہیلز۔۔۔یہ صلہ کافی مختلف تھی ۔۔۔ تھوڑی مغرور سی ۔۔۔ تھوڑی گمراہ سی۔۔۔

"دیکھیں آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔۔۔۔۔۔۔میں تو بس سرسری سی بات کر رہا تھا ۔"

سمریز نے اس کے غصے کو بھانپ لیا تھا اسی لیے ذرا بات کو سنبھالتے ہوئے بولا۔

"دیکھیں آپ ہمارے کسٹمر ہیں مسٹر انسپکٹر (وہ اس کی وردی پر لکھی گئی اسکی پوسٹ کے حساب سے اسے بلاتی ہے) اس لیے سرسری سی گفتگو کی بجائے کام کی بات کریں تو اچھا ہوگا۔"

"اوکے۔۔۔۔۔مجھے بس اچھے ڈونیٹ چاہئیں اس لیے آپ کے ہاں کے جو بھی سب سے سپیشل ڈونیٹ ہیں وہ پلیز پیک کردیں۔"

اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر بات کو ختم کرنے والے انداز میں کہا۔

"زریں انھیں پیک کردو جو بھی یہ کہیں۔"

وہ یہ بات کہنے کے بعد واپس تھوڑے فاصلے پر جاکر اپنا کام کرنے لگی۔

"سر پیکنگ کیسی کروں نارمل یا سپیشل؟؟"

زریں نے سمریز کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی۔۔۔۔۔آں سپیشل کردیں۔"

وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

اور سمریز کی اس سپیشل والی رٹ پر اور پھر یوں مسکرانے پر بلآخر اس نے پوچھ ہی لیا۔

"سر لگتا ہے کسی خاص انسان کے لیے لے کر جا رہے ہیں ۔۔۔۔۔۔ہر چیز سپیشل۔۔۔"

پھر وہ خود ہی اپنی بات پر سر جھٹک کر ہنس دی۔

"جی ۔۔۔۔ سپیشل تو ہے۔"

سمریز نے اس سے اپنا آرڈر لیتے ہوئے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

اور اس کی یہ سپیشل والی بات اور مسکراتا لہجہ صلہ شاہد کو نگاہ اٹھا کر دیکھنے پر مجبور کر گیا۔

مگر پھر وہ سر جھٹک کر دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

"یہ۔۔۔۔ ان پیسوں میں تو صرف چھ ڈونیٹ آتے ہیں آپ نے غلطی سے آٹھ ڈال دیئے ہیں۔۔۔"

وہ شاپنگ بیگ میں سے ڈونیٹ کے ٹرانسپیرنٹ باکس کو دیکھتے ہوئے بولا۔

نہیں نہیں سر غلطی سے نہیں ڈالے ۔۔۔۔ دراصل ہماری شاپ ابھی نیو اوپن" ہوئی ہے ۔۔۔۔ فرسٹ منتھ ہے اس لیے ہم اپنے سب کسٹمرز کو دو دو ڈونیٹ "فری دے رہے ہیں آپ اسے ایک قسم کی ڈیل سمجھ لیں۔

زریں نے اسے تفصیل سے بتایا۔

"اچھا ۔۔۔۔ پر اس کی ضرورت نہیں ہے آپ انہیں نکال لیں ۔۔"

اس کا لہجہ پل بھر میں سنجیدہ ہوا تھا۔

تھوڑی دیر پہلے والی مسکراہٹ اب کہیں نہیں تھی۔

"مگر سر"

"میں نے کہانا ۔۔۔۔۔۔ نہیں چاہئے ہیں پلیز نکال لیں انھیں ۔"

اس لڑکی نے کچھ کہنے کی کوشش کی مگر وہ اس کی بات کو بیچ میں ہی کاٹ کر بولا۔

اور تھوڑے فاصلے پر کھڑی صلہ یہ سب دیکھ رہی تھی۔

"اوکے سر ۔۔۔ جیسے آپ کو ٹھیک لگے۔ "

اور پھر زریں نے ایکسٹرا ڈونیٹ نکال کر باقی سمریز کے حوالے کر دیے

اور وہ ڈونیٹ لے کر باہر کی طرف بڑھ گیا۔

"پولیس والے تو پیسوں کی چیز بھی مفت میں لے جاتے ہیں اور یہ انسپکٹر۔۔۔یہ تو مفت کی چیز بھی چھوڑ گیا۔۔۔۔۔۔ واہ بھئ اتنے خوددار لوگ آج بھی موجود ہیں ۔۔۔۔۔۔ بڑی بات ہے۔"

صلہ کے ساتھ کھڑی میرب بھی سمریز کی اس حرکت پر بے ساختہ ہی بول اٹھی۔

جبکہ صلہ کسی سوچ میں گم دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی جہاں سے ابھی سمریز بخاری گیا تھا۔

منظر دھندلا سا گیا وہاں شاپ میں کھڑی صلہ آج پانچ سال بعد کمرے میں صوفے پر بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔

ماضی کہیں پیچھے رہ گیا تھا مگر صلہ شاہد آج بھی ماضی کی یادوں میں ہی کہیں گم تھی۔

دوسری طرف باہر صوفے پر بیٹھا سمریز بخاری بھی ماضی کی کسی یاد میں گم تھا۔

"یہ ڈونیٹ کتنے مزے کے ہیں سمریز۔۔۔۔۔۔ کہاں سے لائے ؟؟؟"

ثناء مزے سے ڈونیٹ کھاتے ہوئے بولی تھی۔

سمریز کو پورے کمرے میں اس کی آواز گونجتی ہوئی سنائی دی ۔

"ایک نئی ڈونیٹ شاپ کھلی ہے ڈیفنس والے ایریا میں ۔۔۔۔۔۔ انٹرنیٹ سے سرچ کیا تھا کافی اچھے ریویوز تھے لوگوں کے وہاں کے ڈونیٹس کے بارے میں تو سوچا تمہارے لیے لے آؤں ۔"

وہ ثناء کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا ۔

"ڈیفنس ایریا سے لائے ہو ۔۔۔پھر تو کافی مہنگے ہوں گے۔"

ثناء بائٹ لیتے لیتے رک گئ اور فوراً اس کی طرف رخ کر کے بولی۔

"تمہیں اچھے لگے بس یہی کافی ہے۔"

سمریز نے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہا ۔

ثناء بس اسے دیکھ کر رہ گئی ۔

"ویسے اس کے ساتھ دو فری بھی مل رہے تھے ۔"

ثناء پھر ڈونیٹ کا بائٹ لیتے لیتے رک گئی۔

"پھر؟"

اس نے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا۔

"پھر کیا ۔۔۔۔۔۔ واپس کر دیئے میں نے ۔"

سمریز نے عام سے انداز میں کہا۔

"پر کیوں ؟"

ثناء نے ایک بار پھر پوچھا ۔ اسے سمریز کی منتق بالکل سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

"میں کسی سے مفت کی چیز نہیں لیتا بس اسی لیے ۔ "

سمریز ابھی بھی عام سے انداز میں بولا ۔

"پر اس میں برائ کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔ وہ خود دے رہے تھے کون سا تم ان سے مانگ رہے تھے ۔۔۔۔لے لیتے۔"

ثناء نے اسے سمجھانے کی غرض سے کہا ۔

"نہیں۔۔۔۔۔میں نہیں لے سکتا تھا ۔ اگر میں"

"ہاں ہاں ! ! ! ! ! بھئ تم اس دنیا میں اکیلے سروائیو کرنے والے

انسان۔۔۔۔۔۔۔اگر تم لے لیتے تو تمہاری سیلف رسپیکٹ پر بات

آجاتی۔۔۔۔۔۔نہیں بھئ نہیں تم کیسے لے سکتے تھے بھلا۔"

ثناء نے بیچ میں ہی سمریز کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

اس کا لہجہ اچھا خاصہ چڑا ہوا تھا۔

وہ یوں ہی اکثر اُس کی اِن سیلف رسپیکٹ والی باتوں سے چڑ جاتی تھی۔

اور اس کے اس طرح سے کہنے پر سمریز دل کھول کے ہنس دیا۔

اور اس کی ہنسی کی کھنک آج چھ سال بعد ٹی وی لاؤنج میں تنہا صوفے کی بیک پر سر ٹکائے بیٹھے سمریز بخاری کے کانوں میں چبھنے لگی تھی۔ دو آنسو آنکھوں کی بار توڑ کر گال پر پھسلنے لگے۔ سمریز نے انھیں صاف کرنے کی زحمت نہیں کی۔

ساری دنیا کے سامنے مضبوط بن کر جینے والا سمریز بخاری یوں ہی اکثر تنہائ میں اپنوں کو یاد کر کے یوں ہی آنسو بہایا کرتا تھا۔

کچھ پل یوں ہی بیت گئے۔ماضی کی یادوں میں کھوئے ہوئے۔

میں نے بلا وجہ ہی اسے ڈانٹ دیا۔" سمریز سیدھے بیٹھتے ہوئے سوچنے لگا۔"

"میں نے بلا وجہ ہی انہیں اتنی باتیں سنا دیں ۔"

صلہ بھی اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے سوچنے لگی ۔

اس نے کونسا میرے لیے بنائے تھے ۔ عالیان کیلئے بنائے ہوں گے ۔۔۔۔ثناء"

"کی طرح اسے بھی تو کتنے پسند ہیں ڈونیٹ۔

اس نے یہ سوچتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا جہاں صلہ بیٹھی ہوئی تھی۔

وہ ویسے بھی کتنے سٹریس میں رہتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ثناء کی وجہ سے اور پھر آج"

"کل تو کیس میں بھی کتنے مصروف ہیں وہ۔

اس نے بھی دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے خود سے کہا۔

"کیا مجھے اسے سوری بولنا چاہیے ؟"

وہ خود سے سوال کرتے ہوئے کھڑا ہوا۔

"کیا میں انہیں سوری بول دوں ؟"

صلہ بھی یہ سوچتے ہوئے صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور شوز پہن کر باہر کی طرف بڑھی ۔

سمریز نے بھی کمرے کی طرف قدم بڑھائے ۔

اتنے میں ہی صلہ نے دروازہ کھول کر باہر قدم رکھا۔

دونوں نے ہی دو دو قدم اُٹھائے اور فاصلہ طے ہو گیا ۔

"! ! ایم سوری"

"! ! ! ایم رئیلی سوری"

دونوں ہی نظریں جھکائے ایک ساتھ بولے تھے۔

دونوں نے ایک دوسرے کے کہے گئے الفاظوں پر غور کرنے کے بعد نظر اُٹھا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ شہد رنگ آنکھوں اور ہیزل رنگ آنکھوں دونوں میں ہی آنسو بہانے کی وجہ سے سرخی موجود تھی۔اور سرخی کے ساتھ ساتھ ندامت بھی۔۔۔۔اپنے کہے گئے الفاظوں پر ندامت ۔

"مجھے تم سے اس طرح بات نہیں کرنی چاہیے تھی ۔ میں بس"

وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

تم جانتی ہو ناں میں ثناء کے معاملے میں بس یوں ہی جزباتی ہو جاتا ہوں۔۔۔۔"

پر آئندہ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔۔

"آئ پرامس۔

اس نے صلہ کو پورا یقین دلاتے ہوئے کہا ۔

مجھے بھی آپ سے اس طرح بات نہیں کرنی چاہیے تھی ۔۔۔۔مجھے سمجھنا چاہیے"
تھا کہ آپ آجکل ویسے بھی کافی پریشان ہیں ۔۔۔کیس کی وجہ سے۔۔۔۔ویسے بھی

"کچھ چیزیں نظر انداز کر دینی چاہئیں۔۔۔۔۔

پھر چند پل ٹھہر کر کہا۔

مگر پلیز آئندہ کبھی مجھے یوں میرے ماضی کی باتوں پر طعنہ مت دیجئے گا۔"

کیونکہ جب آپ کوئ برائ چھوڑ دو اور اس کے باوجود کوئ آپ کو اس چیز کا طعنہ

"دے تو بہت اذیت ہوتی ہے ۔

آنسو ایک بار پھر آنکھوں سے بہنے لگے ۔

NOVEL HUT

"نہیں کبھی نہیں ۔۔۔۔۔پکا ۔۔۔۔۔ وہ بس میں نے غصے میں بول دیا تھا۔ "

سمریز نے فوراً اسے یقین دلانے والے انداز میں کہا۔

غصہ ۔۔۔۔۔ثناء کی وجہ سے نا ۔۔۔۔۔"

اگلی بار بھی یوں ہی ثناء سے جڑی کسی بات پر آپ کو پھر غصہ آجائے گا اور آپ پھر یوں ہی میری بے عزتی کر دیں گے ۔

کیا ہمیشہ یوں ہی ثناء ہمارے بیچ رہے گی؟؟ ۔۔۔۔۔۔ کیا کبھی آپ کے دل میں میرے لیے کوئی جگہ بنے گی؟؟۔۔۔۔۔۔ثناء کے جتنی نہ سہی تھوڑی سی ہی؟؟۔۔۔۔۔"

صلہ نے اسے کافی اُمید بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

سمریز نے ایک تھکی ہوئی سانس ہوا کے سپرد کی۔

میں نہیں جانتا لیکن میں کوشش کروں گا کہ آئندہ ثناء کی وجہ سے ہمارے بیچ کوئی تلخ کلامی نہ ہو ۔"

وہ اس کی آخری دو باتوں کو اگنور کر کے باقی بات کا جواب دیتے ہوئے بولا۔

اس کی آواز میں تھکاوٹ سی تھی۔

اب آخر اس دنیا میں اکیلے سروائیو کرنا آسان تھوڑی ہوتا ہے۔

یعنی آپ کے حساب سے میں آپ کے دل میں کبھی کوئی مقام حاصل نہیں کر" سکتی۔"

وہ سمریز کے آخری بات کو اگنور کرنے پر فوراً کمر پر دونوں ہاتھ رکھ کر ماتھے پر تیوریاں چڑھاتے ہوئے بولی۔

آنکھوں میں نمی کے ساتھ ساتھ غصہ، ماتھے پر تیوریاں، رونے کی وجہ سے سرخ ہوئی ناک اور کمر پر لڑاکا عورتوں کی طرح رکھے ہاتھ۔

ایک منٹ کیلئے تو سمریز کو اس کے انداز پر ہنسی آنے لگی تھی مگر وہ کنٹرول کر گیا۔

ہاں۔۔۔۔آں شاید۔" وہ بھی صاف اس کی بات کا انکار کرگیا۔"

اس کا جواب سن کر صلہ نے بہت مشکل سے آنسوؤں کا گولہ حلق سے اتارا مگر اس کے باوجود آنکھوں میں کچھ نا کچھ نمی واضح ہو ہی گئی۔

ٹھیک ہے پھر میں بھی تمہیں ہرا کر ہی رہوں گی۔۔۔۔۔۔ کچھ بھی ہو جائے"

۔۔۔۔۔ تم دیکھنا ذرا صلہ شاہد تمہیں ہرا دے گی ۔۔۔۔ اور اگر ایسا ہو گیا تو تمہیں

"وہی کرنا ہوگا جو میں کہوں گی ۔۔۔آئی سمجھ میں ۔

وہ پورے روعب کے ساتھ بولی۔

ٹھیک ہے ۔۔۔۔اگر تم نے ایسا کر دکھایا تو میں واقعی وہی کروں گا جو تم کہو گی "

"۔

وہ بھی اس کی شرط کو قبول کرتے ہوئے بولا ۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے واقعی ایسا کچھ نہیں ہو سکے گا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔پھر تم تیار رہنا مسٹر سمریز بخاری۔"

وہ اسے شہادت کی انگلی دکھاتے ہوئے بولی ۔

"اچانک آپ سے تم ۔"

سمریز اس کے یوں اچانک آپ سے تم پر آنے پر بلآخر پوچھ بیٹھا ۔

ہاں تم ۔۔۔اب جب تک میں تمہارے دل میں کوئی مقام حاصل نہیں کر لیتی "
"تب تک میں آپ کو تم ہی کہوں گی ۔۔۔۔میرا مطلب تمہیں تم ہی کہوں گی ۔
وہ جلدی سے اپنی بات کی تصحیح کرتے ہوئے بولی۔

اوکے ۔" اس نے صلہ کے اس انداز پر اپنی ہنسی کنٹرول کرتے ہوئے صرف "
اوکے پر ہی اکتفا کیا ۔

اور پھر کچھ دیر اسے گھورتے رہنے کے بعد صلہ واپس کمرے کی طرف بڑھ گئی ۔

پیچھے سمریز کافی دیر تک صلہ کے اس انداز پر ہنستا رہ گیا۔ آج سے پہلے اسے صلہ کی اس طرح کی باتوں پر صرف غصہ آتا تھا مگر آج پہلی بار اسے صلہ کے اس ڈھیٹ انداز پر ہنسی آئی تھی ۔۔۔۔کیوں ۔۔۔۔شاید پہلے وہ اس کی زندگی میں کوئی مقام نہیں رکھتی تھی ۔۔۔۔مگر اب ۔۔۔۔صلہ اور عالیان بس یہی اس کی زندگی کا محور تھے ۔۔۔۔ وہ صلہ سے کہہ نہیں پایا مگر عالیان کے ساتھ ساتھ وہ بھی اس کیلئے بہت خاص ہوتی جارہی تھی ۔

جاری ہے

CONTACT THE AUTHOR

If you want to contact the author we will mention her instagram here .

Novel-hut at your service

JazakAllah

writer's instagram : afifafatima_official